



پاکستان/پنجاب میں انسانی حقوق کے ریاستی ادارے: ایک تعارف

تالیف: سنیل ملک / پیٹر جیکب

انسانی حقوق کے ادارے سرکاری بھی ہوتے ہیں اور غیر سرکاری بھی۔ انسانی حقوق کے غیر سرکاری اداروں کو حکومت کی مجاز اتھارٹی مثلاً سوشل ویلفیئر وغیرہ سے رجسٹریشن درکار ہوتی ہے۔ لیکن انسانی حقوق کے ریاستی ادارے سرکاری سرپرستی اور امداد سے انسانی حقوق کے فریم ورک کے تحت پارلیمان سے منظور شدہ قانون کے ذریعے وجود میں آتے ہیں جس میں ادارہ کے اختیارات، افعال اور دائرہ کار کے علاوہ اراکین کی اہلیت کے لیے معیار کا تعین کیا جاتا ہے۔ ایسے اداروں کی تفویض کردہ ذمہ داریوں میں انسانی حقوق کا شعور بیدار کرنا اور صورتحال کا جائزہ لینا، انسانی حقوق پر قدغن لگانے والے قوانین میں تبدیلیوں کے لیے سفارشات پیش کرنا، انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کی تحقیقات کرنا، نیز موصول ہونے والی شکایات نمٹانا اور انسانی حقوق کے عالمی معاہدات کی توثیق اور نفاذ کے لیے سفارشات پیش کرنا شامل ہیں۔

یوں تو ریاست کے ہر ادارے کا مقصد اور فرض اپنے دائرہ کار میں شہریوں کے حقوق کا تحفظ ہوتا ہے لیکن وقت گزرنے کے ساتھ انسانی حقوق پر توجہ مرکوز کرنے کے لیے نئے اداروں کی اہمیت اور ضرورت دنیا بھر میں محسوس کی جاتی ہے لہذا انھیں انسانی حقوق کے تحفظ کے نظام کا حصہ بنایا جاتا ہے۔ دنیا کے کم و بیش تمام ممالک کی طرح پاکستان میں بھی قومی و صوبائی سطح پر انسانی حقوق، حقوق نسواں، جنسی ہراسانی اور حق معلومات سے متعلق شکایات کے ازالے اور آگہی پیدا کرنے کے لیے کئی ادارے قائم کئے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ قومی سطح پر بچوں کے حقوق سے متعلق ادارہ کے قیام اور حق معلومات کے حق سے متعلق ادارہ کے قیام کے لیے مسودہ قانون پارلیمان میں زیر غور ہیں۔ قومی ایکشن پلان برائے انسانی حقوق 2016 میں حکومت کی جانب سے وعدوں کے باوجود قانون سازی کے ذریعے مذہبی اقلیتوں کے حقوق سے متعلق ادارہ کا قیام ابھی تک ممکن نہیں ہو سکا۔ انسانی حقوق کے قائم شدہ ریاستی اداروں کی فہرست درج ذیل ہے۔

جدول: انسانی حقوق کے وفاقی ادارے

ادارہ	قانون	قیام	سربراہ کا نام	ویب سائٹ
قومی کمیشن برائے انسانی حقوق	قومی کمیشن برائے انسانی حقوق ایکٹ 2012	2015 سے فعال	جسٹس (ر) علی نواز چوہان	www.nchr.org.pk
قومی کمیشن برائے وقار نسواں	قومی کمیشن برائے وقار نسواں ایکٹ 2012	2000 سے فعال	محترمہ خاور ممتاز	www.ncsw.gov.pk
وفاقی تختسب برائے انسداد ہراسیت	خواتین کی ہراسانی کے خلاف تحفظ ایکٹ 2010	2010 سے فعال	جسٹس (ر) یاسمین عباسی	www.fos-pah.gov.pk

جدول: پنجاب میں انسانی حقوق کے صوبائی ادارے

ادارہ	قانون	قیام	سربراہ کا نام	ویب سائٹ
پنجاب کمیشن برائے حقوق خواتین	پنجاب کمیشن برائے حقوق خواتین ایکٹ 2014	2014 سے فعال	محترمہ فوزیہ وقار	www.pcswh.punjab.gov.pk
پنجاب انفارمیشن کمیشن	پنجاب شفافیت اور حق معلومات ایکٹ 2013	2014 سے فعال	تقرری باقی ہے	www.rti.punjab.gov.pk
پنجاب تختسب برائے انسداد ہراسیت	خواتین کی ہراسانی کے خلاف تحفظ ایکٹ 2010	2013 سے فعال	محترمہ فرخندہ وسیم افضل	www.ombudsperson.punjab.gov.pk

نوٹ: اس معلوماتی پمفلٹ میں ان انسانی حقوق کے اداروں کا تعارف شامل کیا گیا ہے جن کا دائرہ اختیار صوبہ پنجاب میں ہے۔ پاکستان کے دیگر صوبوں بشمول سندھ، بلوچستان اور خیبر پختونخوا میں بھی اس ضمن میں پیش رفت ہو رہی ہے۔



قومی کمیشن برائے انسانی حقوق

"قومی کمیشن برائے انسانی حقوق ایکٹ 2012" کے تحت اس ادارے کا قیام عمل میں آیا۔ کمیشن کی ذمہ داریوں میں انسانی حقوق کی تعلیم و تحقیق کو فروغ دینا، انسانی حقوق پر اداروں کی استعداد کار بڑھانا، قوانین اور پالیسیوں کا جائزہ لینا اور اصلاحات کے لیے حکومت کو سفارشات پیش کرنا، بین الاقوامی معاہدوں پر حکومتی رپورٹس میں رائے دینا، موصول ہونے والی شکایات کا ازالہ کروانا، انسانی حقوق کی خلاف ورزی کی شکایات پر تحقیقات اور کارروائی کرنا نیز انسانی حقوق کے ملکی قوانین اور پاکستان کی جانب سے توثیق کئے گئے بین الاقوامی معاہدوں میں درج انسانی حقوق کے اطلاق کے لیے اقدامات اٹھانا شامل ہیں۔

کمیشن نیم عدالتی اختیارات کا حامل بھی ہے اور اسے سرکاری اہلکاروں کی جانب سے انسانی حقوق کی خلاف ورزی کی روک تھام میں غفلت کی شکایات کی تحقیقات کرنے، گواہان کو طلب کرنے اور بیانات کو جانچنے، جیل یا حوالات وغیرہ کا دورہ کرنے، سرکاری ریکارڈز، عدالتی کارروائیوں اور دیگر دستاویزات کا حصول، فوجداری کارروائی کے لیے مقدمات کو سرکاری وکیل یا مجسٹریٹ کو بھیجنے، وفاقی و صوبائی حکومتوں سے رپورٹس طلب کرنے اور وفاقی حکومت کو مشورہ دینے کے اختیارات بھی ہیں۔

کمیشن میں شکایت سیل بھی قائم کیا گیا ہے جہاں انسانی حقوق کی خلاف ورزی کی شکایت جمع کروائی جاسکتی ہے۔ یہ شکایت ادارہ کی ویب سائٹ پر موجود آن لائن فارم کے ذریعے بھی درج کروائی جاسکتی ہے۔ قومی کمیشن برائے انسانی حقوق کا سیکرٹریٹ اسلام آباد میں، جبکہ ذیلی دفاتر ہر صوبہ کے مرکز یعنی لاہور، کراچی، پشاور اور کوئٹہ میں واقع ہیں۔

کمیشن میں ایک چیئر پرسن، ایک سیکرٹری، ایک رکن وقار نسواں کمیشن، ایک اقلیتی رکن، پاکستان کے انتظامی نیٹس بشمول پنجاب، سندھ، خیبر پختونخوا، بلوچستان، فاٹا اور اسلام آباد سے انسانی حقوق پر کام کرنے کا تجربہ رکھنے والے چھ اراکین (ہر علاقے سے ایک) شامل ہیں جن کا تقرر چار سال کے لیے گل وقتی بنیاد پر کیا جاتا ہے۔ ہر رکن کی معاونت کے لیے عملہ اسٹاف کو بھی مقرر کیا گیا ہے۔ کمیشن وفاقی پارلیمان کو جواب دہ ہے جسے ادارہ کے بجٹ کی منظوری اور سالانہ بنیادوں پر مالیاتی امور اور کارکردگی کی رپورٹس وصول کرنے کا بھی اختیار ہے۔

قومی کمیشن برائے انسانی حقوق کی نمایاں سرگرمیاں:

انسانی حقوق کی پالیسیوں پر شکایات اور از خود نوٹس

تحقیقی رپورٹس: تھر پارکریں بچوں کی اموات؛ اوکاڑہ فارمز میں مزارعین کی جبری گرفتاریاں وغیرہ؛ قصور میں بچوں کے ساتھ جنسی زیادتی کے واقعات

قومی کمیشن برائے وقار نسواں

قومی کمیشن برائے وقار نسواں کا قیام جولائی 2000 میں ایک صدارتی حکم کے ذریعے عمل میں آیا لیکن 2012 میں اس کو ایک پارلیمانی قانون کا تحفظ حاصل ہو گیا۔ کمیشن کے دائرہ کار میں صنفی مسائل / موضوعات پر تحقیق کرنا، خواتین موافق قوانین اور پالیسیوں کا جائزہ لینا، خواتین کے حقوق اور مفادات کے تحفظ کے لیے قانونی اصلاحات کے لیے سفارشات مرتب اور حکومت کو پیش کرنا، صنفی برابری کے حصول کے لیے مشاورت کرنا، پاکستان میں بین الاقوامی معاہدوں پر عملدرآمد کا جائزہ لینا، حقوق نسواں کی خلاف ورزی کی صورت میں موصول ہونے والی شکایات کی تحقیق کرنا اور متعلقہ ادارہ کو شکایت کے ازالہ کے لیے اقدامات اٹھانے کی سفارشات پیش کرنا جیسے اختیارات شامل ہیں۔

کمیشن میں ایک خاتون چیئر پرسن، ایک سیکرٹری، ایک اقلیتی خاتون رکن کے علاوہ سرکاری محکموں سے پانچ نمبران، پاکستان کے چاروں صوبوں سے آٹھ نمبران (ہر صوبہ سے دو اراکین، آٹھ میں سے کم از کم چار خواتین) جبکہ دیگر علاقوں بشمول فاٹا، آزاد جموں کشمیر، گلگت بلتستان اور اسلام آباد سے چار اراکین (ہر علاقے سے ایک خاتون) اور صوبائی حقوق خواتین کمیشنز کے چار نمبران شامل ہیں جن کا تقرر تین سال کے لیے کیا جاتا ہے۔ قومی کمیشن برائے وقار نسواں کا سیکرٹریٹ اسلام آباد میں واقع ہے۔

قومی کمیشن برائے وقار نسواں کی نمایاں سرگرمیاں: تحقیقی رپورٹس: عائلی قوانین کے طلاق یافتہ خواتین پر اثرات؛ رسمی وغیر رسمی قانونی نظام؛ حدود آرڈیننس؛ قصاص و دیت آرڈیننس؛ خواتین کی سیاسی شمولیت کے فریم ورک کا صنفی جائزہ؛

پنجاب کمیشن برائے حقوق خواتین کا قیام 2014 میں عمل میں آیا جس کی تفویض کردہ ذمہ داریوں میں صنفی برابری کے لیے حکومتی پالیسیوں اور طریقہ ہائے کار کی تحقیقات کرنا، خواتین کے وقار کو متاثر کرنے والے صوبائی قوانین کا جائزہ لینا، خواتین اور صنفی مسائل سے متعلق تحقیقات میں مدد کرنا اور اعداد و شمار اکٹھا کرنا نیز خواتین کے حقوق کی پامالی اور انفرادی شکایات سے متعلق اداراتی طریقہ ہائے کار کی نگرانی کرنا شامل ہے۔

کمیشن نے پنجاب ہیلپ لائن برائے خواتین (1043) کا اجراء کیا ہے جس کے ذریعے متاثرہ خواتین کو قانونی مشاورت، خواتین کے حقوق اور سہولیات کے بارے میں معلومات فراہم کی جاتی ہیں نیز ملازمت میں نا انصافی، جائیداد کے مسائل، تشدد اور جنسی ہراسیت جیسی شکایات کے ازالہ کے لیے اقدامات اٹھائے جاتے ہیں۔ اس ہیلپ لائن پر پنجاب میں حکومتی فعال اداروں میں مناسب کارروائی کے فقدان کے خلاف شکایات بھی درج کروائی جاسکتی ہیں۔

پنجاب میں موجود کمیشن ایک خاتون چئیر پرسن، ایک سیکرٹری، ایک اقلیتی خاتون رکن، صدر خواتین ایوان صنعت و تجارت کے علاوہ سرکاری محکموں سے پانچ اراکین اور پنجاب میں خواتین کے حقوق پر کام کرنے کا تجربہ رکھنے والے نومبر (ہرڈویشن سے ایک رکن، نو میں سے کم از کم پانچ خواتین) پر مشتمل ہے جن کا تقرر تین سال کی مدت کے لیے کیا جاتا ہے۔ پنجاب کمیشن برائے حقوق خواتین کا صدر دفتر لاہور میں ہے۔

پنجاب کمیشن برائے حقوق خواتین کی نمایاں سرگرمیاں: رہنمائی اور شکایت کے لیے ہیلپ لائن کا اجراء؛ تشدد سے متاثرہ خواتین کے لیے عارضی رہائش گاہ؛

رپورٹ: پنجاب کے سرکاری اداروں میں صنفی مساوات؛ تحقیقی رپورٹ: پنجاب کے دارالامان میں خواتین کے تحفظ کے لیے پناہ؛

جائزہ: پنجاب کی جیلوں میں قید خواتین کے حالات کار؛ جائزہ رپورٹ: وراثتی زمین سے متعلق قانونی اصلاحات کے خواتین پر اثرات؛ تربیت: نکاح رجسٹرارز اور یونین کونسلز کے سیکرٹریز کی عائلی قوانین پر تربیت؛

پنجاب انفارمیشن کمیشن (حق معلومات پر عملدرآمد کا ادارہ)

2010 میں اٹھارہویں ترمیم کے ذریعہ دستور پاکستان میں آرٹیکل 19 (الف) کا اضافہ کیا گیا جس میں معلومات تک رسائی کو بنیادی حق کے طور پر تسلیم کیا گیا۔ یوں آج معلومات کے حصول کا حق شہریوں کا استحقاق ہے وہ ریاستی فنڈ لینے والے کسی بھی ادارے سے متعلق درست معلومات حاصل کر سکتے ہیں۔ یہ معلومات کتابچہ، بروشر، حکم نامہ، نوٹیفکیشن، منصوبہ جات، رپورٹ، دستاویزات، معاہدوں، نمونوں، نقوشوں یا کسی بھی شکل میں ہو سکتی ہے۔

آئین پاکستان کے آرٹیکل 19 (الف) کی روشنی میں پنجاب اسمبلی نے "پنجاب شفافیت اور حق معلومات ایکٹ 2013" کی منظوری دی جس کے نتیجے میں پنجاب انفارمیشن کمیشن کا قیام عمل میں آیا۔ اس قانون کے تحت سرکاری ادارے پابند ہیں کہ وہ شہریوں کی معلومات کے حصول کے سلسلہ میں درخواستوں کو نمٹانے کے لیے پبلک انفارمیشن آفیسرز کو نامزد کریں۔ اگر کوئی ادارہ اس امر کے لیے افسر نامزد نہ کرے یا نامزد افسر غیر حاضر ہو تو ادارے کا سربراہ معلومات تک رسائی سے متعلقہ درخواستوں کو نمٹانے کا ذمہ دار ہوگا۔

کوئی بھی شہری یا ادارہ مخصوص فارم یا سادہ درخواست کے ذریعے کسی بھی ادارے کے کسی شعبہ یا کارکردگی سے متعلق معلومات اور ریکارڈ حاصل کر سکتا ہے اور حکومتی ادارے یا پبلک انفارمیشن آفیسرز پابند ہیں کہ وہ درخواست گزار کو درخواست کی وصولی کے بارے میں مطلع کریں، 14 دن کے اندر مطلوبہ معلومات درست اور مصدقہ شکل میں فراہم کریں۔ اگر معلومات مختلف دفاتر سے اکٹھی یا وسیع ریکارڈ میں سے تلاش کرنی مقصود ہو تو 28 دن کے اندر معلومات درخواست گزار کو فراہم کرنا لازم

ہر شہری کو عوامی اہمیت کے تمام معاملات سے متعلق معلومات حاصل کرنے کا حق ہے ماسوائے ان پابندیوں کے جو معقول اور قانون کے دائرے میں ہوں یا جن کا تعلق ملکی دفاع، قومی سلامتی یا ایسی معلومات جن کے افشاء سے خارجہ تعلقات اور کسی شخص کی ذاتی زندگی، کاروبار یا جائز پیشہ ورانہ مفادات پر منفی اثر پڑتا ہو۔

آئین پاکستان 19 (الف) آئین پاکستان

ہے۔ اگر معلومات یا ڈیٹا 20 صفحات پر مشتمل ہو تو مفت (بغیر فیس کے) فراہم کیا جاتا ہے۔ جبکہ 20 سے زائد صفحات پر مشتمل مواد کی فوٹو کاپی کے لیے ہر اضافی صفحہ کے لیے دو روپے قیمت رکھی گئی ہے۔ ڈیجیٹل ڈیٹا کی صورت میں اگر درخواست گزار سی ڈی یا فلیش ڈرائیو فراہم کرتا ہے تو کوئی سرچارج نہیں لیا جائے گا۔

درخواست گزار کسی سرکاری ادارے سے معلومات نہ ملنے، تاخیر سے ملنے یا غلط معلومات ملنے پر اپنی شکایت پنجاب انفارمیشن کمیشن کے پاس درج کروا سکتا ہے۔ جو 30 دن کے اندر شکایت پر فیصلہ کرے گا۔ اس کمیشن کی ذمہ داریوں میں معلومات تک

رسائی کے قوانین سے متعلق آگہی پیدا کرنا، پبلک انفارمیشن آفیسرز کی تربیت اور کارکردگی کی نگرانی کرنا، سرکاری اداروں سے معلومات کی فراہمی یقینی بنانا، شکایات پر فیصلہ کرنا اور قانون کی تعمیل نہ کرنے والے اہلکاروں کے خلاف کارروائی کرنا اور حکومت پنجاب کو ادارہ کی کارکردگی کی سالانہ رپورٹ پیش کرنا شامل ہے۔ یہ ادارہ معلومات کی فراہمی میں ناجائز طور پر رکاوٹ بننے والے سرکاری اہلکاروں پر جرمانہ بھی عائد کر سکتا ہے۔

پنجاب انفارمیشن کمیشن کی نمایاں سرگرمیاں: پنجاب شفافیت اور حق معلومات قواعد 2014، پبلک انفارمیشن آفیسرز کی تربیت

وفاقی و صوبائی محتسب برائے انسداد ہراسیت

"جائے ملازمت پر خواتین کو جنسی طور پر ہراساں کرنے کے خلاف تحفظ ایکٹ 2010" کے تحت وفاقی و صوبائی محتسب برائے انسداد ہراسیت کا قیام عمل میں آیا۔ محتسب خواتین کی جنسی ہراسانی کے خلاف شکایات کے حل کا ایک ذریعہ ہیں۔ محتسب شکایت موصول ہونے کے تین یوم کے اندر ملزم کو اظہار وجہ کا تحریری طور پر نوٹس جاری کرنے کا پابند ہے۔ ملزم تحریری طور پر محتسب کو پانچ یوم کے اندر تحریری صفائی پیش کرنے کا کی پابند ہے اور اگر وہ بغیر کسی معقول وجہ کے ایسا کرنے میں ناکام رہے تو محتسب یکطرفہ کارروائی کا آغاز کرنے کا اختیار رکھتا ہے۔ محتسب جس کی اہلیت ہائی کورٹ کے جج کے برابر ہے، کو شکایات کی تحقیقات کرنے، کارروائیاں عمل میں لانے اور فیصلہ صادر کرنے کے اختیارات حاصل ہیں۔ محتسب فیصلہ صادر کرتے ہوئے معمولی یا بڑی سزائیں مثلاً خاص عرصہ کے لیے ترقی اور تنخواہ میں اضافہ روکنا، شکایت کنندہ کو واجب الادا معاوضہ / جرمانے کا حصول ملزم کی تنخواہ یا کسی دوسرے ذرائع سے ادا کرنا، ملازمت میں تنزیلی، جبری ریٹائرمنٹ، نوکری سے برخاست کرنا وغیرہ، عائد کرنے کے اختیارات رکھتا ہے۔ محتسب کے فیصلے سے متاثرہ کوئی شخص، فیصلہ کے 30 دن کے اندر، صدر یا گورنر کو حتمی حکم صادر کرنے کی اپیل کر سکتا ہے۔

ہراسانی سے مراد کوئی ناپسندیدہ جنسی پیش قدمی، جنسی قربت کے حصول کا اظہار، یا دیگر زبانی یا تحریری رابطہ یا جنسی نوعیت کا جسمانی طرز عمل یا جنسی تذلیل جو کام کی انجام دہی یا کارکردگی میں رکاوٹ کا سبب بنتا ہے۔ اس طرح ہر وہ رویہ جو کسی عورت کے لیے کام کرنے کے ماحول کو جارحانہ یا مخالفانہ بنانے کا باعث بنتا ہے یا ایسی خواہش پوری نہ کرنے پر اس عورت کو سزا دینے کی کوشش کرنا یا ایسی خواہش کی تکمیل کو ملازمت کی شرط بنانا شامل ہے۔

حاصل بحث:

ہر جمہوری حکومت کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ شہریوں کے حقوق کے فروغ اور تحفظ کے لیے ہر ممکن اقدامات اٹھائے۔ اس ضمن میں پاکستان میں قومی و صوبائی سطح پر انسانی حقوق کی نگرانی کے لیے اداروں کا قیام قابل تحسین اقدامات ہیں۔ انہی اداروں کی بدولت حال ہی میں کئی انسانی حقوق موافق قوانین متعارف کروائے گئے جن کے اطلاق سے انسانی حقوق کے احترام میں اضافہ کے امکانات ہیں۔ ایسے ادارے حکومت اور شہریوں بشمول سول سوسائٹی کے مابین پل کا کام کرتے ہیں اور ایسا فورم مہیا کرتے ہیں جہاں تھانے اور عدالتوں کے علاوہ بھی شہریوں کے حقوق کی پالیوں سے متعلق شکایات درج کرانے کا نظام موجود ہے۔ یہ ادارے سرکاری محکموں اور اہلکاروں تک عوامی شکایات پہنچاتے ہیں اور ان شکایات کے ازالہ تک پیروی کرتے ہیں۔ جس سے سرکاری و عوامی اداروں میں جوابدہی اور شفافیت کا عمل فروغ پاتا ہے۔ لہذا پاکستان میں انسانی حقوق کے اداروں کی فعالیت، تسلسل اور اثر پذیری کے لیے لازم ہے کہ حکومت، سول سوسائٹی اور عوام مل کر انسانی حقوق مخصوص محروم طبقات کے حقوق کی صورتحال میں بہتری کے لیے ان اداروں کو کامیاب کرنے کے لیے کردار ادا کریں کیونکہ پیارے پاکستان کو انسانی حقوق کے احترام پر مبنی معاشرہ بنانا ہر شہری کا فرض ہے۔



ادارہ برائے سماجی انصاف

فون نمبر: 042-36661322

ویب سائٹ: www.csjpak.org

فیس بک: Centre for Social Justice

ٹویٹر: @csjpak

نوٹ: یہ معلوماتی مواد ادارہ برائے سماجی انصاف کی جانب سے اسلام آباد میں سوئٹزر لینڈ کے سفارت خانہ کی مالی معاونت سے تیار کیا گیا۔ مزید معلومات کے لیے پمفلٹ میں دیئے گئے ادارہ کی ویب سائٹ یا درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ کیا جاسکتا ہے۔ pj@csjpak.org; sun4hr@gmail.com